سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸؎)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد سمٰعیل صاحب ایم۔اے }
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب
ایم۔اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیئے۔ مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۳ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء | نمبر ۲۲

غزل

جناب گشتہ بنارسی کے قلم سے

خیالِ روئے دشمن سے ہو نور آگیں مکاں اپنا
منور خانۂ دل کو کئے ہے میہماں اپنا

دو روزہ زندگانی کا زمانہ پھر کہاں اپنا
پشیمانی کا باعث ہوگا وقت رائیگاں اپنا

کہوں میں حالِ غم کیا آپ سے اے مہرباں اپنا
جگر بسمل الگ ہے دل الگ ہے نیم جاں اپنا

مبارک موسمِ گل ہو تجھے اے باغباں اپنا
چلے تیرے چمن سے چھوڑ کر ہم آشیاں اپنا

وہی انداز شیون ہے وہی ہے رنگِ فغاں اپنا
نہ بدلا ہے نہ بدلیگا کبھی طرزِ بیاں اپنا

جدا ہے نالۂ بلبل سے اندازِ فغاں اپنا
بتایا ہے مجھے اُستاد نے طرزِ بیاں اپنا

وہ کہتے ہیں کرے دیکھے یقیں ہم کو نہ آئیگا
کہوں اب کیا دکھاؤں کس طرح دردِ نہاں اپنا

یقیں تو ہے بشر کرتا نہیں دعویٰ خدائی کا
اگر قابو میں ہوجاتا کہیں سود و زیاں اپنا

نشاں ڈھونڈھینگے تیرا جستجو میں جاکے مٹ جائیں
اے او بے نشاں ہم بھی مٹا دینگے نشاں اپنا

ستاؤگے کہاں تک تم دلِ مظلوم کو آخر
کوئی حد ہے کہاں تک ہوگا آخر امتحاں اپنا

ہمیں قیدِ مکاں سے اب تعلق کچھ نہیں باقی
دکھا دے ہم کو بھی جلوہ مکینِ لامکاں اپنا

نہیں معلوم کیا اسرار ہیں کیا راز ہیں اُسمیں
نہ جانے کیوں پتہ دیتے نہیں کچھ نگہباں اپنا

ہوئے جب بے نشاں ہم راہِ اُلفت میں کھلا عقدہ
تجھے وہ ڈھونڈھ لیگا جو مٹائیگا نشاں اپنا

ترے قرباں ترے صدقے خدنگ غمزۂ یسوع
اُتر آ دل میں تو آباد کردے یہ مکاں اپنا

جو پوچھا دل میں یا آنکھوں میں رہتے ہو تو کہتے ہیں
یہاں بھی ہے ہمارا گھر وہاں بھی ہے مکاں اپنا

چلے ہیں بتکدے سے اُٹھکے گرچہ کیطرف لیکن
قدم رکھتے کدھر ہیں اور پڑتا ہے کہاں اپنا

نہ ہے رحمت خدا اگر بخش دے جرمِ ضلالت کو
دمِ محشر بھی تکتے ہیں شفیعِ عاصیاں اپنا

نمونہ ایک اُردو شاعری کا جانئے گشتہ
غزل اپنی کلام اپنا زباں اپنی بیاں اپنا

مسیحی اور ہندو مذہب میں فرق

حال ہی میں بمقام کلکتہ آل انڈیا ہندو کانفرنس کا جلسہ ہُوا۔ اُس میں تقریباً پانچ ہزار نمائندے موجود تھے۔ اس کانفرنس نے بڑے زور سے اس امر کی تصدیق کی کہ ہندو دھرم جس میں چھوت کا مسئلہ نہ ہو وہ ہندو دھرم ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندو دھرم کا یہ لازمی فرض ہے کہ شاستروں کا پابند ہو اور یہ شاستر کسی نہ کسی صورت میں چھوت اور ذات پات کی تاکید کرتے ہیں۔ گو اس انتہائی سوراج کی نہیں جو آجکل جاری ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنے تئیں ہندو بھی کہلانا چاہتے ہیں اور اچھوتوں کو ہندو دھرم میں لانا چاہتے ہیں اُن کو کیسی مشکل پیش آرہی ہے۔ کیونکہ سناتن دھرم کے ہندو یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا تم سرتی اور سمرتی کو ہندو دھرم کی بنیاد مانتے ہو اگر وہ کہیں "ہاں" تو سناتنی ان مقامات کو ان شاستروں میں سے پیش کرتے ہیں۔ جن میں چھوت اور ذات پات کے ماننے پر زور دیا گیا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ "نہیں" تب وہ کہتے ہیں "کہ تم سچے ہندو ہی نہیں"۔

ہندو دھرم اور مسیح کی تعلیم میں کئی بڑے بڑے فرق پائے جاتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ یہ اہم فرق ہے کہ مسیح کی تعلیم بہت وسیع ہے اور ہندو دھرم کی تعلیم بہت تنگ ہے۔ ہندو دھرم کے مطابق عوام الناس کا ایک بڑا حصہ اپنے جنم کے لحاظ سے ہندو دھرم کے اصل حقوق سے خارج رکھا گیا ہے۔ لیکن مسیح کی تعلیم مطابق اُن کے حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ بشرطیکہ وہ خود اپنے تئیں اُن سے خارج نہ کریں سب آدمیوں کو وہاں دعوت دی گئی ہے کہ آئیں اور آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوں۔

ان امور کو مفصلہ ذیل اقتباسات سے ثابت کر سکتے ہیں:۔

منوسمرتی کی نسبت یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جس پوتر دھرم کو منو نے شائع کیا تھا اس کی جو تشریح بھرگو رشی نے کی وہ اس میں مندرج ہے۔" اُس کی شروع کی عبارت میں یہ ذکر ہے کہ کیسے رشی لوگ منو کے پاس گئے جو واجب الوجود برہم کی اولاد میں سے تھا اور اُس سے درخواست کی کہ پوتر دھرم کی تشریح اِن سے کرے۔ منو نے اُن کی درخواست منظور کرلی۔ اور دُنیا کی پیدایش اور برہم سے اپنے پیدا ہونے کا حال اُنہیں سُنایا۔ پہلے تو اُس نے یہ بتایا کہ میں نے دھرم کے یہ قوانین خود خالق سے سیکھے تھے۔ کیونکہ اُسی نے اُن کو بنایا تھا۔ پھر اُس نے وہ دھرم دس رشیوں کو سکھایا جسے اُس نے ابتدا میں پیدا کیا تھا۔ پھر اس نے اُس کی تشریح کا کام بھرگو کے سپرد کیا جو اُس کے دس بیٹوں میں سے ایک تھا۔ اس شاستر کی یہ سند ہے۔ پس اگر منو کے دھرم شاستر کے مطابق ہم ہندو دھرم کا بیان کریں تو کچھ غلطی نہ ہوگی اب اس دھرم شاستر میں شودروں اور اُن کے مذہبی حقوق کے بارے میں کیا بیان آیا ہے؟ مخفی نہ ہے

کہ ہندوؤں کا ایک بڑا حصہ یا تو شودر ہے یا شودروں سے بھی ادنےٰ۔ یہ سخت منع ہے کہ کوئی شودر ہندو دھرم میں داخل کیا جائے (دہم ۴) وہ دو جنموں میں کبھی شامل نہ ہو۔ وہ ہندو دھرم کی رسوم میں حصہ لینے کے قابل نہیں۔ وہ آریاؤں کے پوتر دھرم پر چلنے کا کوئی حق نہیں رکھتا (دہم۔ ۱۲۷) وہ نہ وید کو سُنے نہ سیکھے۔ نہ سُنائے اور نہ سکھائے۔ جو شخص شودر کو سکھائے وہ سخت ترین گنہگاروں میں شریک ہوگا۔ (سوم۔ ۱۵۶۔ چہارم ۹۹۔ دہم۔ ۱۲۷) برہمن کو یہ بھی منع ہے کہ کسی شودر کو رُوحانی نصیحت دے۔ اگر کوئی اس قانون کو توڑے تو سیکھنے اور سکھانے والے سب نیچے نرک میں جائینگے (چہارم۔ ۸۰ و ۸۱)

اپنشد بھی اس تنگ دلی کی تعلیم سے مستثنیٰ نہیں کیونکہ اُنہوں نے بھی اکثر لوگوں کو دائمی طور سے دینی علم اور حقوق سے خارج کیا ہے۔" اگر کوئی عورت یا شودر سوتری منتر یا لکشمی منتر یا پرن واسکیں تو موت کے بعد نرک میں ڈالے جائینگے۔ یہ منتر کبھی اِن کو سکھائے نہ جائیں۔ اگر کوئی یہ منتر ان کو سکھائیگا تو وہ اور اُن کے سکھانے والے دونوں موت کے بعد نرک میں ڈالے جائینگے۔" اگر اس امر کا ثبوت درکار ہو کہ یہ تنگ خیال ہندوؤں کی زندگی میں سرایت کر گئی تھی۔ اور نہ صرف ان قوانین میں پائی جاتی تھی جن کے ماننے کی نسبت اُن کے توڑنے میں عزت سمجھی جاتی تھی تو ہم اُن کی مشہور کتاب رامائن کو پڑھیں۔ برہمن کے نزدیک یہ بھی گھناؤنی بات تھی کہ شودر کو اُس کے دھرم کے باعث عزت وتعظیم کی جائے۔ پس اُس کو تپسیا کرنے کی بھی اجازت نہ تھی اور سادھو بننے کی ممانعت تھی۔ چنانچہ رامائن میں قصہ آیا ہے اور یہ واقعہ اس امر کا شاہد ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں کی کیا حالت تھی۔

کسی برہمن کا بچہ بلا کسی بیماری کے ناگہاں مرگیا۔ اس لڑکے کا باپ اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتے ہوئے راجا کے محل پر جا کر رام پر یہ الزام لگانے لگا کہ تیرے کسی قصور کی وجہ سے یہ مصیبت نازل ہوئی جس کا اور کوئی سبب معلوم نہیں ہوسکتا۔ رام نے مُلک کے رشیوں کو مشورت کے لئے جمع کیا۔ نارد مُنی نے اُس برہمن لڑکے کی وفات کی وجہ یہ بتائی کہ ایک شودر نے جرأت کرکے ایسا کام کیا ہے جس کی اُس کو اجازت نہ تھی۔ یعنی ایک شودر رام کے راج میں تپسیا کر رہا ہے اور سب لوگ اُسے پوتر شخص ماننے لگے ہیں۔ یہ کہنا بھی یہاں مناسب ہے کہ اس مُنی نے یہ پیشینگوئی بھی کی کہ کلجگ میں شودروں کو یہ حق حاصل ہوگا۔ لیکن اس وقت تک تو یہ امر ممنوع ہے۔ چونکہ رام اپنے تئیں لوگوں کے اخلاق اور دھرم کا محافظ سمجھتا تھا۔ اس لئے وہ اس مجرم شودر کی تلاش میں چل نکلا جس نے جرأت کرکے تپسیا کے حق رکھنے کا دعویٰ کیا۔ بڑی تلاش کے بعد یہ شودر ملگیا۔ وہ اپنی ٹانگیں اوپر اور سر نیچے کئے تپسیا میں مصروف تھا۔ راجا کو جواب دیتے وقت بھی یہ شودر اپنے سر کے بل کھڑا رہا اور کہنے لگا اے نامی گرامی رام۔ میں شودر قوم میں پیدا ہُوا۔ لیکن اس ارادے سے کہ میں اپنے بدن کے ساتھ سورگ لوک میں پہنچوں میں یہ تپسیا کر رہا ہوں۔ یہ بات سُنکر راجا نے تلوار کھینچکر بلا تامل اُس تپسی کا سر قلم کردیا۔ راجا کے اس دھرم کے کام سے دیوتاؤں نے خوش ہوکر آسمان سے راجا پر پھولوں کی بارش برسائی۔ علاوہ ازیں جب راجا واپس اپنے دارالسلطنت میں آیا تو اس کے اس عدل اور اخلاقی کے کام کا مناسب نتیجہ برآمد ہُوا کیونکہ برہمن لڑکا پھر جی اُٹھا (دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشان

مطبوعہ ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء

تبدیلی مذہب کی سرکاری طور پر رجسٹری کی ضرورت وغیرہ

ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے بندے ماترم مطبوعہ ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء سے ڈاکٹر آر۔ پی۔ پرانجپے پرنسپل فرگوسن کالج کا ایک مضمون نذر ناظرین کرتے ہیں مضمون طویل ہونے کی وجہ سے پورا نقل نہیں کیا گیا۔ صرف وہ حصہ پیش کیا گیا ہے جس کا ہم سے تعلق ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضمون میں ایک اور عظیم قابل غور بات ہندوستانی مسیحیوں کے ہندو بننے کے متعلق آئی ہے جس کا اظہار آپ نے بڑے زور سے کیا ہے۔ تعجب نہیں کہ ڈاکٹر پرانجپے کو جو مذہبی تبدیل پر پابندیاں عائد کرنے کی سوجھی ہے تو یہ گندم نما جو فروشی ہندو ہونے والے عیسائیوں کی مہربانی کا نتیجہ ہو۔ ہم مسیحی خدام کی توجہ ان عیسائیوں کی طرف مبذول کرایا چاہتے ہیں جو عیسائی ہو کر ہندو بننے کی فکروں میں غرق ہیں۔ جنکے لئے ہندو لیڈر ان کو ہندو دھرم میں لینے کے لئے ہندو دھرم کے دروازے کھولنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ عیسائیو اپنی وفاداری اور مسیحی ایمانداری کا امتحان کرو۔ ان کو دیکھو۔ جو ہمارے درمیان بگلے بھگت بنکر . . . . . عیسائی بنے ہوئے ہیں لیکن دراصل ہندو دھرم کے دلدادہ ہیں۔ پہچانو!

ہمیں ایک بات معلوم ہے کہ بعض مسیحی ہندوؤں سے اپنی لڑکیوں کی شادیاں کرنا جائز جانتے ہیں بڑے دن کے موقع پر دیوالی کی روشنی کرنا۔ یا دیکھنا اور خوش کن نظارہ خیال کرتے ہیں۔ بعض . . . . صاحبان ہندو تہواروں کو مسیحی تہواروں پر تفوق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہندو نوازی عیسائیوں میں کیوں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مہابھارت۔ رامائن اور وید کے قصص وغیرہ ہماری طرف سے لکھے جا کر مسیحی دوکانوں پر بک رہے ہیں۔ اگر ڈاکٹر پرانجپے مذکورہ بالا باتوں کو دیکھ کر ہمیں ہندو دھرم کے شیدائی خیال کرنا چاہیں تو اُن کو اختیار ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم مسیحیوں کو بھی خبردار ہونا ہے کہ ہم غیر مسیحی ہموطنوں کو ایسی مسیحیت نہ دیویں جو اُن کے آبائی مذہب کی عین نظر آئے اور ہماری مسیحی وفاداری و ایمانداری کافور ہو جائے۔ جو ہماری کشادہ دلی کی مثالیں دی گئی ہیں۔ لاریب وہی مثالیں ڈاکٹر پرانجپے کے بیان کی بنیاد ہیں۔ ناظرین خود ذیل کے بیان میں ملاحظہ فرمالیں۔

ایڈیٹر

تبدیلی مذہب کی سرکاری طور پر رجسٹری کی ضرورت
اس سے بہت سے مذہبی و مجلسی جھگڑے خود بخود ہو جائینگے

ڈاکٹر آر۔ پی۔ پرانجپے۔ پرنسپل فرگوسن کالج کے خیالات

چھٹی قسم کی رجسٹریشن کی ضرورت صرف ہندوستان کے لئے ہے۔ تبدیلی مذہب کے باعث یہاں فرقہ وارانہ فسادات وبلوے ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے لوگوں کی مجلسی پوزیشن میں فرق پڑتا ہے اور گورنمنٹ لا اینڈ آرڈر کے انسداد اور مذکورۃ الذکر کے ریکارڈ کے لئے معقولیت سے یہ کارروائی کرسکتی ہے۔

میں پہلے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں مذہب کو ایک آدمی کا ذاتی سوال سمجھتا ہوں اور درست بے شورش حالات میں حکومت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر ملک میں مذہب کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھنے کا رواج ہو جائے تو میں سمجھونگا کہ میرا آدرش حاصل ہوگیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں لوگ اس آدرش پر پہنچ چکے ہیں۔ انگلینڈ میں مردم شماری کے وقت کسی شخص کا مذہب درج نہیں کیا جاتا اور جب کبھی مذہب کے درج کرنے کی تجویز کی جاتی ہے تو اس کی سخت ممانعت کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں حالت برعکس ہے۔ شادی اور وراثت کے قوانین کا مذہب پر انحصار ہے اور اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کا مذہب شک و شبہ سے بالاتر ہو لیکن صرف یہ نکتہ نہیں۔

ہمارے سیاسی نظام سوسائٹی میں ایک شخص کا مذہب سب سے اہم چیز ہے۔ تمام مقامی صوبجاتی اور مرکزی مجالس کے انتخابات فرقہ وارانہ بنا پر ہوتے ہیں اور ہر فرقہ اپنے دعاوی کو بڑے مبالغہ سے پیش کرتا ہے اور اس لئے ہر شخص کے مذہب کا اچھی طرح علم ہونا چاہئے جس میں پھر کوئی غلطی نہ ہو جائے۔

عام طور پر مذہب کا سوال تو فیصل شدہ ہوتا ہے جس مذہب میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے وہ عموماً اُسی مذہب کا پیرو رہتا ہے۔ لیکن تبدیلی مذہب کا سوال بالکل علیحدہ ہے۔ اس لئے حکومت اگر ہر ایسی تبدیلی مذہب کو باقاعدہ رجسٹر کرنا لازمی قرار دے تو یہ اپنے قواعد کی پابندی اور سیاسی نظام کو چلانے کے لئے ایک مبنی بر معقولیت کارروائی کریگی۔

حکومت کا قانون و ضابطہ برقرار رکھنا سب سے اہم فرض ہے اور تبدیلی مذہب جنگ و جدل اور فساد و بلوہ کے لئے ایک اور ذریعہ مہیا کرتی ہے فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھاتی ہے۔ اسلام اور عیسائیت ہمیشہ سے تبلیغی مذہب رہے ہیں۔ اور ماضی میں انہوں نے تبلیغ میں نہایت ناجائز طریقوں سے کام لیا ہے۔ مغربی گھاٹ اور جنوبی ہندوستان

میں عیسائیت کا پرچار سولھویں اور سترھویں میں جس سے کو ہمیں خراب کرکے کہا گیا۔ اسلام نے بہت سے اشخاص کو جبراً مسلمان بنایا تھا۔ اب ایسے واقعات بہت کم ہو گئے ہیں۔ لیکن موپلہ بغاوت نے وحشت خیز طریقہ سے ان کی یاد پھر تازہ کر دی ہے۔

دو چار سال پیشتر تک ہندو دھرم میں شدھی کی کوئی اجازت نہ تھی اور قاعدہ یہ تھا کہ ہندو صرف پیدا ہوتا ہے۔ بن نہیں سکتا۔ لیکن اب موپلہ بغاوت کے بعد ہندو سوسائٹی کے دماغ میں ایک تبدیل آگئی ہے اور عام رائے اس کے حق میں ہو گئی ہے مسلمان اور عیسائی ہندوؤں میں اس تبدیلی سے قدرتاً ناراض ہیں۔ کیونکہ پہلے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے ہندوؤں کو ہضم کر سکتے تھے۔ لیکن اب جوابی تحریک شروع ہو گئی ہے۔ سوال اس امر سے اور بھی زیادہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ کہ بہت سی ذاتیں جو مسلمان اور عیسائی ہو گئی ہیں وہ برائے نام عیسائی و مسلمان ہوئی ہیں اور انہوں نے اپنی پرانی رسومات و رواجات کو اسی طرح قائم رکھا ہے اور اب جب ہندو بیدار ہوئے تو انہوں نے ہندو دھرم میں واپس آنے کے لئے سخت اپیل کی جو کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئی ہے۔

ہندو دھرم تیاگ دینے کی یہ بھی وجہ ہے کہ جب دو ذاتوں کے لڑکے اور لڑکی باہم شادی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے راستہ میں رکاوٹ پڑتی ہے تو وہ ہندو دھرم چھوڑ دیتے ہیں پھر غیر ممالک میں سفر و صوا وداہ اور گوشت وغیرہ کھانے کی ممانعت ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے اشخاص ہندو دھرم سے جھٹ نکال دئیے جاتے تھے۔ اب ان قوانین کی پابندی اس سختی سے نہیں کی جاتی لیکن کچھ ہندو لیڈر اب اس امر پر غور کرنے لگ پڑے ہیں کہ آیا جو لوگ اس وقت سے پیشتر ہندو دھرم کو تانجل دے چکے ہیں وہ واپس لائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور بہت سے لوگ ان تبدیلیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور واپس ہندو دھرم میں آنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر عیسائی مشنری تعلیم خاتون اور ہسپتالوں وغیرہ سے تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ہندو اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اب وہ تحریک شدھی سے واپس لینے کے لئے سوچ رہے ہیں۔

جواہر ریزے

جملہ مسیحی شاہراہ آسمانی کے ہمسفر ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ آسمانی شہر کی طرف جا رہے ہیں ہم اس بات کو فراموش نہ کریں کہ ہم جملہ مسیحی ساتھی اور ہمسفر ہیں۔ ایک ہی ہمارا مقصود ہے۔ اس واسطے زور آوروں کو چاہئے کہ کمزور مسیحیوں کی حفاظت کریں تھکے ماندوں کو سہارا دیں۔ ایک دوسرے کے بوجھ ہم اٹھائیں۔ کسی کو پامال کرکے یا کسی کو برباد کرکے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسیں پر رونے والوں کے ساتھ ماتم میں شریک بھی ہوں۔ غمزدوں کو خوش کرنے کی کوشش کریں خدا کی حمد میں مصروف رہیں تاکہ ہمارا سفر بخیر ہو اور ہم سب منزل مقصود تک پہنچیں ✤

ہم جب تک کسی آدمی کی مانند نہیں بنجاتے اُسے ہرگز نہیں جان سکتے۔ ایسے ہی جب تک ہم خدا کی مانند نہیں بنجاتے خدا کو ہرگز نہیں جان سکتے۔ کیونکہ ہمارا علم عالم و معلوم کی باہمی مماثلت و مشاکلت پر مبنی ہے۔ ایسا ہی کلام الٰہی میں آیا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدای واحد کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں

بانیانِ مذاہب نے بنی نوع انسان کو قوانین مذاہب تو دیئے۔ حقوق اللہ کی بڑی بڑی فہرستیں بنا کر دیں۔ پر حقوق العباد کی گتھی کسی نے نہ سلجھائی۔ جس قدر یہ الجھن سلجھانے کی کوشش کی اسی قدر زیادہ پیچیدگیاں اس میں پیدا کر دی گئیں۔ دنیا میں صرف یسوع مسیح اور اُس کی انجیل ہی ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے اس مشکل لاحل کو حل کرکے دکھا دیا ہے۔ اُس نے فرمایا ہے کہ جو تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے کریں وہی تم اُن سے کرو۔ توریت اور انبیاء کا یہی خلاصہ ہے۔ اس ایک جملہ میں اُس نے حقوق العباد اور فرائض واجبات کے معا کو ہمیشہ کے لئے حل کرکے رکھ دیا۔ اگر انجیل میں اور کوئی بات نہ ہوتی تو بھی دنیا پر انجیل اور یسوع مسیح کی قدر و منزلت کرنا اسی ایک بات کے لازم ہو جاتا۔ کیونکہ انسان کو صرف انجیل و یسوع مسیح ہی دوسرے انسان سے عدل و انصاف کرنا درست اور اکمل طور سے سکھاتا۔

مرا۔ لوگاس

ہم نے گذشتہ اوراق میں "لوگاس" کی تاریخ فلسفیانہ زاویۂ نگاہ سے مفصل طور پر بیان کر دی ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ لوگاس کی تاریخ نقلی اعتبار سے ہدیۂ ناظرین کریں۔ اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ضروری مباحث کا اجمال کے ساتھ اعادہ ہو جاویگا۔ تاکہ سلسلہ کلام بھی مربوط اور موجود فی الذہن رہے۔

یہی وجہ ہے کہ بجائے یوحنا کی انجیل سے شروع کرنے کے ہم پہلے عہد عتیق کے اوراق کی سیر اپنے

ناظرین کو کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب تک ہم اس لفظ کا استعمال اور اس کی پوزیشن۔ اُس کا مفہوم اور اُسکی اہمیت قدیم نوشتوں میں نہ معلوم کرلیں۔ اس وقت تک عہدجدید اور اُسکی متعدد تفاسیر بمشائخ الکلیسا اور متکلمین مصلحین اور دورِ جدید کے شارحین کے کلام میں پُورا پُورا لُطف نہیں آسکتا۔

واضح ہو کہ تصور، لوگاس، کی اصل عہد عتیق اور یہودی لٹریچر میں پائی جاتی ہے۔ اور جو شخص یوحنا کی انجیل ۱:۱ کو کماحقہٗ سمجھنا چاہتا ہو اُسے پُوری بائبل اور اس کی تفاسیر، یہود کی روایات اور فائلو کی تحریرات سے پہلے واقف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اولاً ہم اس بات کو بوضاحت تمام بیان کرینگے۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

یہوواہ (خدا) کا کلام اس کی قادر وقدیر مرضی کا فرمان ہے۔ ملاحظہ ہو زبور ۲۳:۶ "خداوند کے کلام سے آسمان بنے"

کبھی کبھی شاعرانہ رنگ میں یہ کلام مشخص بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یسعیاہ ۵۵:۱۰ میں مرقوم ہے کہ خدا کا کلام اس کے ارادوں کی تکمیل کریگا۔ اور جب اس لفظ کے مفہوم کو وسعت دی جاتی ہے تو خدا کا کلام، خدا کے الہامات اور پیغامات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یسعیا ۲:۱ میں پیغمبروں کے متعلق مرقوم ہے کہ اُنہوں نے خدا کے کلام کو دیکھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفاتِ مختلفہ مثلاً اُستواری اور قدرت اس کلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو زبور ۳۳:۴ اور یرمیاہ ۲۳:۲۹۔

کُتبِ حکمتہ میں کلام نمایاں اور واضح تر طور پر مشخص ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حکمتہ' خدا تعالےٰ کے پاک مقاصد کی تکمیل کا آلہ قرار پاتا ہے۔ چنانچہ ایوب میں حکمتہ حیاۃ انسانی کا راز ہے۔ جو انسان کی نگاہ سے مستور ہے۔ ملاحظہ ہو ایوب ۲۸: ۷ جہاں مرقوم ہے کہ حکمت وہ شاہ راہ ہے، جسے کسی پرندنے دیکھا اور نہ باز کی آنکھ اُسے معلوم کر سکی۔ یعنی انسانی نگاہ سے پوشیدہ ہے۔ لیکن خدا اس سے واقف ہے۔ اور اس نے انسان کو اس پر وقوف بخشتا ہے۔" دیکھو خدا کا خوف حکمتہ ہے اور بدی سے اعراض کرنا دانائی ہے۔" امثال میں حکمتہ خدا کا پیغامبر اور ایلچی ہے جو شہر کے کوچوں اور دروازوں میں پکارتا ہے کہ راستبازی اور نیکوکاری اختیار کرو۔ ملاحظہ ہو امثال ۸:۴۔ خدا نے دُنیا کی تخلیق سے پیشتر اُسے خلق کیا اور یہ حکمتہ خدا کی ہمدم وہمراز تھی۔ جس وقت اُس کے یہ تمام اقوال شاعرانہ اور تمثیل انداز میں خدا کی قدرت اور فاعلیت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ افعالِ خدا کے افعال مختلفہ کا ایک خاص انداز میں بیان کرتے ہیں۔ وہ جو معطل محض اور دنیا سے بے خبر نہیں بلکہ ہر آن اپنی مہربانی اور فیاضی کا جلوہ دکھاتا رہتا ہے جس کی بابت کسی نے کہا ہے۔

ہر لحظہ بشکلِ دگر آں یار برآمد؛ دل برد و در وانشح

خدا حیاۃ مطلق ہے۔ وہ ہر آن فاعل اور موثر ہے۔ وہ نہ صرف حق ہے بلکہ قیوم بھی ہے۔ کائنات اُسی کے سہارے سے زندہ ہے۔ ویا کریفہ۔ یعنی اُن کتابوں میں جنکی صحت قطعی اور یقینی نہیں ہے۔ اس لوگاس کا تصور مزید وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے چنانچہ Ecclesiasticus میں حکمتہ (حکمتہ باری تعالےٰ) کو نمایاں شخصیت سے متصف کیا گیا ہے حکمتہ خدا کی اولین مخلوق ہے۔ اور ان تمام آدمیوں کی جو خداوند سے ڈرتے ہیں، دوست اور رفیق زندگی ہے (۱:۱۴)

چنانچہ قرآن شریف بھی حکمتہ کی توصیف سے خالی نہیں۔ من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراہ

حکمتہ خدا کے مُنہ سے نکلی ہے اور زمین و آسمان کے دُور دراز مقامات میں سکونت پذیر ہے۔ لیکن اسرائیل کے ساتھ خصوصیت سے سکونت رکھتی ہے (۱۲:۳-۲۴) وہ دُور دُور اپنی روشنی پھیلاتی ہے اور نسلاً در نسلاً لوگوں کی ہدایت کا فرض انجام دیتی ہے (۳۲:۲۴)

اور کتابِ حکمتہ میں اس حکمتہ کی پوری پوری تعیین کی گئی ہے۔ اس کتاب میں حکمتہ کو ہر چیز پر ترجیح دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ حکمتہ ہر شے کی صانع ہے اور خالص رُوح ہے۔ اور بوجہ اپنی لطافت ذاتی ہر شے میں جاری وساری ہے (۷: ۲۲-۲۴ Wisdom) ایک اور جگہ یوں لکھا ہے "حکمتہ خدا کی قدرت کی رُوح ہے۔ جو خدا کی شان وشوکت کی مظہر ہے۔ ازلی نور کا پرتو ہے۔ حکمتہ ہر شئے پر قادر ہے۔ خدا اُس کو پیار کرتا ہے۔ جو حکیمانہ (پاک) زندگی بسر کرتا ہے۔ حکمتہ آفتاب سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ اس کا مرتبہ ستاروں سے بھی بلند ہے (۷: ۲۵-۲۹ Wisdom)

طارگم۔ یعنی عہدِعتیق کی سلیس شرح میں بھی جو یہود کے درمیان مروج تھی خدا کے کلام کو اسی طرح مشخص کیا گیا ہے۔ اُس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا کلام (یعنی عقل یا لوگاس) خدا اور دُنیا کے درمیان واسطہ ہے اور الٰہی افعال اس کلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ یہوواہ اپنی مرضی بواسطۂ کلام دنیا پر ظاہر فرماتا ہے۔ اور یہ خیال فائلو کے فلسفہ سے ایک زبردست موافقت

رکھتا ہے۔

فائلو یہودی فلاسفر ساکن اسکندریہ پہلی صدی عیسوی میں گذرا ہے۔ اس کی کوششوں کا تمامتر ماحصل یہ تھا کہ کسی طرح بائبل اور فلسفہ مشائین میں مطابقت ہو سکے اور اُس کے فلسفہ میں متضاد عناصر پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ خُدا کو دنیا سے بالکل الگ تھلگ جیسا کہ یہود کا عام خیال تھا۔ تسلیم کرتا تھا۔ یہود کا خیال تھا کہ خدا دنیا میں بلا واسطہ دخل نہیں دیتا بلکہ وسایط سے کام لیتا ہے اور یہ وسایط ملائکہ ہیں۔

فائلو نے بھی واسطہ کا عقیدہ قائم رکھا۔ مگر واسطہ کی نوعیت بدل دی۔ اس نے ملائکہ کی جگہ افلاطون کا نظریہ کلیات داخل مذہب کیا۔ چنانچہ اُس نے یہوواہ کے کلام سے، عقل اول مراد لی اور یہ عقل اول یعنی لوگاس وہ واسطہ ہے جس کی بنا پر خدا نے دنیا کو پیدا کیا۔ اس لوگاس کو خدا کا اکلوتا بیٹا یا الٰہ ثانی قرار دیا۔ اور اس لوگاس کو خُدا سے مغایرالوجود مانا۔ لیکن ازلی یعنی واجب الوجود نہیں مانا۔ بلکہ اولین مخلوق بفحوائے (اول ما خلق اللّٰہ العقل) پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی عقل قرار دیا۔ اس میں شک نہیں کہ فائلو عقل اول کو (Deos) یعنی خدا کہتا ہے۔ مگر اس کے نزدیک خدا استعارہ ہے، مجاز ہے حقیقت نہیں ہے۔

سلیم شادانی

والیسرائے ہند نے اپنے دورہ جنوبی ہند کے سلسلہ میں پولیس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ اُس کا انتظام اچھا تھا۔ گورنر مدراس نے بھی اظہار اطمینان کیا ہے۔

(اخبار عام)

شہیدِ وفا

ناظرینِ کرام جناب مولینا مولوی نصیرالدین صاحب نصیر کرنالوی کی قلم جادو رقم سے خوب واقف و آگاہ ہیں اُن کا آپ سے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں۔ "شہید وفا" نامی مضمون بھی جناب نصیر صاحب کا ہی ہے۔ اسے پڑھکر بھی لطف اُٹھائیے یہ مضمون بھی طویل ہے۔ کئی نمبروں میں تمام ہوگا

ایڈیٹر

(۱)

سلیم کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اس کا والد کسی شہر میں بعہدۂ تحصیلداری مامور تھا۔ سلیم اپنی والدہ اور دیگر خویش و اقارب کے ساتھ اپنے شہر میں جن کے نام کے اظہار کی اجازت نہیں رہا کرتا تھا۔ اُس کے رشتہ دار پکے مسلمان نماز روزہ کے پابند تھے اور غیر مذاہب کے لوگوں سے بتقاضائے تعصب مذہبی بالطبع متنفر تھے۔ اس شہر میں سوائے مشن سکول کے ان دنوں کوئی اور مدرسہ نہ تھا۔ لہٰذا سلیم مشن سکول میں پڑھتا تھا۔ سلیم واقعی اسم بامسمیٰ تھا۔ سلیم الطبع و حلیم المزاج ہونے کے علاوہ وہ نہایت حسین تھا۔ اُس کی نیک چلنی، متانت وسادگی کے سبب جملہ معلّمین و متعلمین اس سے محبت کرتے تھے۔ اُس کے خیالات تعصب سے بالکلیہ آزاد تھے۔ انجیل کے گھنٹے میں مسیحی تعلیم کو وہ نہایت ذوق و شوق سے سُنا کرتا تھا۔ آخر مسیح کی پاک تعلیم نے اُس کے دل میں یہاں تک اثر کیا کہ صبح و شام بائبل کے ورد کے بغیر اُسکو چین نہ پڑتا۔ اسی مدرسہ کی اعلائی کلاس میں نذیر نامی ایک مسیحی طالب علم تھا جو ازحد متین اور نیک ذات لڑکا تھا۔ وہ سلیم کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ نذیر اور سلیم کے مابین محبت اس قدر بڑھ گئی کہ دونوں اکثر ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ عمر میں بڑا ہونے کی حیثیت سے نذیر سلیم کی حفاظت کو اپنا فرضِ واجب تصور کرتا تھا اور اُس کی بہبودی کے لئے ہمہ تن کوشاں رہتا تھا۔

(۲)

شہر سے باہر قریب ایک میل کے فاصلے پر ایک تالاب تھا جس کے عین بیچوں بیچ ایک چہار دری تھی۔ کمرہ کے چاروں طرف برآمدہ تھا۔ اس میں داخل ہونے کے لئے سوائے کشتی کے اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ نذیر و سلیم ہر روز شام کے وقت وہاں سیر کو جایا کرتے تھے۔ بعد سیر کشتی میں سوار ہو کر کمرے میں داخل ہوتے اور دروازہ بند کر کے قریباً نصف گھنٹہ اندر رہتے۔ اس کے بعد سیر کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس آتے یہ ان کا روزانہ معمول تھا۔ ہوتے ہوتے سلیم کے اعزا کو یہ خبر پہنچی۔ آتشِ غضب سب کے سینوں میں مشتعل ہوئی۔ خصوصاً سلیم کا چچا جس کا نام کریم تھا اس قدر برافروختہ ہوا کہ اُس کی آنکھیں شعلہ فشانی کرنے لگیں۔ غصے میں آکر بولا کہ مسلمان ہو کر سلیم کو ایک عیسائی لڑکے کے ساتھ کیا واسطہ ہے۔ لاریب کچھ دال میں کالا ہے۔ سلیم بدچلن ہوگیا ہے۔ ورنہ ایک خبیث کے ساتھ اُس کمرہ میں اتنی دیر تک رہنے کا کیا باعث ہے۔ اس امر کا پتہ میں لگاؤنگا اور اس ناشدنی کو اچھی طرح مزا چکھاؤنگا دوسرے روز کریم نے نذیر اور سلیم کو اس کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے بچشم خود دیکھا۔ اب اس کا علم الیقین عین الیقین سے مبدل ہوگیا۔

(۳)

صبح اُٹھتے ہی کریم نے اس واقعہ کی خبر لیں

میں کی۔ سب انسپکٹر ایک منصف مزاج تجربہ کار اور دور اندیش سکھ تھا۔ بولا کہ آج شام کو موقعہ پر آپ کے ہمراہ چلونگا۔ چنانچہ اسی روز شام کے وقت کریم اور سب انسپکٹر پولیس معہ دو عدد سپاہی تالاب سے کچھ فاصلے پر جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔ سلیم و نذیر آئے کشتی پر سوار ہوئے۔ بارہ دری میں داخل ہوئے۔ دروازے چاروں طرف سے بند کر دیئے کشتی تالاب کے کنارے پر واپس آگئی۔ کریم اور اس کے دیگر ہمراہی جھاڑی سے نکلکر تالاب کے پاس آئے اور کشتی والے کو کہا کہ ہم بارہ دری کی سیر کیا چاہتے ہیں۔ کشتی والے نے جواب دیا کہ جب تک ہر دو صاحبزادگان واپس نہ آجائینگے میں تعمیل حکم سے معذور ہوں۔ سب انسپکٹر نے اُس کو دھمکی دی وہ مجبور ہو گیا اور چاروں آدمیوں کو کشتی پر بٹھا کر کمرہ کے برآمدہ میں اُتار دیا۔ ہر چار اشخاص دروازوں کے ساتھ کان لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کیا سنتے ہیں کہ سلیم نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ انجیل مقدس کی تلاوت کر رہا ہے اور نذیر مشکل مقامات کی شرح بیان کرتا جاتا ہے۔ بیس منٹ تک سنتے رہے۔ آخر سب انسپکٹر نے واپسی کا اشارہ کیا۔ چاروں آدمی کشتی میں سوار ہو کر واپس آئے۔ سب انسپکٹر نے کہا کہ یہ معاملہ قابل دست اندازی پولیس نہیں ہے۔ آپ خیالات فاسدہ کو اپنے دل سے نکال دیں اور آئندہ کے لئے ظاہری باتوں پر جا کر بدگمانی کرنے سے تائب ہوں۔ کریم بے نیل مرام اپنے گھر واپس آیا۔ دل میں سوچنے لگا کہ سلیم کی پاک دامنی پر تو شبہ نہیں۔ لیکن لڑکا ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ کوئی دن آتا ہے کہ یہ عیسائی ہو جاویگا۔ خیر اس کا انتظام بھی خاطر خواہ کر لیا جاویگا ۔

۴

شام کی گاڑی سے سلیم کا والد بھی رخصت پر گھر آگیا تھا۔ کریم نے اُس کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ والد سُنتے ہی آگ ببولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو ایسی اولاد کی ضرورت نہیں ہے جو اپنے آباو اجداد کے نام پر بٹہ لگاوے۔ اس سے بہتر ہے کہ اُس کو موت آجاوے۔ اس کو پہلے سمجھاؤنگا۔ اگر وہ راہ راست پر نہ آیا تو سختی سے کام لیا جاویگا۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سلیم گھر آپہنچا۔ والد صاحب کو دیکھ کر بڑے ادب سے جھک کر سلام کیا۔ والد نے سلام کا جواب نہیں دیا بلکہ غصے سے آنکھیں نکالکر پوچھا کہ تو کہاں تھا

سلیم۔ میں ایک محسن کے ہمراہ ہر روز سیر کو جایا کرتا ہوں۔

والد۔ وہ کون شخص ہے۔

سلیم۔ مدرسہ کا طالب علم ہے۔

والد۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے۔ اب تو عیسائیوں کی صحبت کو پسند کرتا ہے۔ میں سُنتا ہے کہ تیرا دل مذہب عیسوی کی جانب مائل ہے۔

سلیم۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

والد۔ دور ہو میری نظروں سے بدشعار تجھ پر لعنت ہو کہ تو اپنے آبائی مذہب سے متنفر ہو کر دینِ اغیار اختیار کرنے پر آمادہ ہے

سلیم۔ ابا جان اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ مذہب کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور دل مرغوب چیز کا طالب ہے۔ اور طالب ہمیشہ اپنے مطلوب کی طرف راجع ہوا کرتا ہے۔

والد۔ اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آئیگا تو مستوجب عتاب ہوگا۔

سلیم۔ میں مجبور ہوں۔ نقدِ جاں مایۂ محبت مسیح سے عزیز تر نہیں۔

والد۔ اگر یہ بات ہے تو آج سے تو گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا ❊

اگسٹس

نمبر ہذا میں ہم مسٹر جلال الدین صاحب بی۔ اے کے اوراق پریشان میں سے ایک ورق ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پھر پیش کرتے ہیں یہ ورق اگسٹس کی زندگی پر آپ کا مختصر سا نوٹ ہے پر نہایت دلچسپ ہے۔ ایڈیٹر

جب مسیح پیدا ہُوا اُس وقت مجرم حاکم تھے اور دنیا بھر کی اُن کی فرمانروائی . . . تھی۔ مسیح دو حاکموں کی رعیت پیدا ہُوا۔ ایک مالک بہت زبردست دور دراز ملک روما میں رہتا تھا۔ دوسرا نہایت ہی بدکار پاس ہی یہودیہ ویس کا حاکم تھا۔ پہلے نے کشت و خوں سے سلطنت پر بیجا تصرف کر لیا تھا۔ اور دوسرا الہٰی وسائل سے داؤد اور سلیمان کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا۔ یہ دونوں ظالم اور ناجائز اور نامناسب مثلاً خانہ جنگی۔ فریب ظلم کشت و خوں سے اعلےٰ مراتب پر پہنچ گئے تھے۔ یہ دونوں جو ہم پیشہ پیدا ہوئے تھے اب دوست بن گئے۔ اور برائی میں حتی المقدور ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے۔ قیصر اگسٹس ایک ساہوکار کا لڑکا تھا۔ وہ لڑائی میں بزدل، فتح میں انتقام پسند۔ دوستی میں ریاکار اور ظلم کرنے میں اُن تھک تھا۔ ایک مظلوم جس نے مرتے وقت صرف کفن کی درخواست کی تھی۔ اگسٹس نے یہ جواب دیا تھا کہ تمہارے کفن دفن کا سوال چیلیں حل کرینگی پروگیا کے باشندوں نے ایک قتل عام کے وقت جب رحم کی درخواست کی اُس نے جواب دیا رحم کیا چیز ہے؟ اُس نے اپنے ہاتھوں کیپیوس جیسے کامل آدمی کی جس پر سازش کا الزام لگایا گیا تھا آنکھیں

نکلوادیں۔ جب سلطنت حاصل کی تو اپنے دشمنوں کو تتر بتر کیا۔ اور افسروں کو تہ تیغ اور اس کے بعد قوانین بنانے اور چلانے کا تمام اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اگرچہ جوانی کی تمام بُری خصلتیں اُس میں موجود تھیں وہ نام نہاد حلیم اور متین بن گیا۔ یہ بد طینت مسیح کی پیدایش کے وقت مغربی دنیا کا حاکم تھا۔ اور اسکو کبھی خیال نہ گذرا تھا کہ میری سلطنت کو تہ و بالا کرنے والا پیدا ہو گیا ہے۔ اگستس نے اپنی زندگی کا اصول یہ بنا رکھا تھا کہ ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اس کا خیال تھا کہ موت کے بعد ہمارے لئے کوئی اُمید باقی نہیں۔ اور ہمیں عیش کے بغیر ایک لمحہ بھی نہ کاٹنا . . . . چاہئے۔ ورجل نے جو رُوما کا سب سے بڑا شاعر ہو گذرا ہے۔ بے فائدہ کھیتوں اور وادیوں کی خوبصورتی کے ترانے گائے۔ ناحق اُس نے اپنی نظم میں اونٹ عیشوں کو بُرا بتلایا۔ اُس نے بے سود خدا کی قدرت کو سراہا اور نظم میں اعلےٰ خوش بیانی کی ورجل نہایت ہی حلیم اور متقی شخص تھا۔ اُس نے ایک نئے زمانے ایک نئے نظام اور ایک نئی نسل کی آمد کا اعلان کیا۔ اُس نے آسمان کی بادشاہت جو مسیح کی اپنی بادشاہت سے رُوحانیت میں کچھ ہی کم تھی اُس کی خوشخبری سُنائی۔ فی الحقیقت یہ اُس روز رخ سے جو زمانے میں قائم ہو رہا تھا۔ بہ رجحا بہتر اور بدتر تھی۔ اُس کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ کیونکہ اگسٹس کو اُس کی نظموں میں ایک گنوارپن کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ یہ بد مذاق اور بد اخلاق بادشاہ سمجھتا تھا کہ دنیا کو بچانے والا اور نئی بادشاہت کو بحال کرنے والا میں ہی ہُوں۔

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

زمین کی بابت اطلاع

سرکاری زمین جو کہ بذریعہ ٹنڈر نیلام ہونے والی تھی۔ اُس کی خرید کے لئے ہم نے اپنا اور اپنے علاقہ کے چند مسیحیوں کا روپیہ بشرح تین صد تیس (۳۳۰) روپے فی مربعہ جناب مسٹر کٹنگ صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی خانیوال ضلع ملتان کے پاس جمع کیا تھا۔ لہٰذا ۲۱ اپریل ۱۹۲۵ء کو تمام روپیہ جمع کرنے والوں کا یہ فیصلہ ہُوا۔ چونکہ زمین کی قیمت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور ہم عیسائی لوگ غریب لوگ ہیں اور آئیندہ ادائیگی اقساط میں بہت دشواری ہو گی۔ اس لئے کوئی ٹنڈر نہ دیا جائے۔ جونہی ہم نے یہ فیصلہ کیا مسٹر کٹنگ نے فوراً ہمارا پیسہ پیسہ ادا کر دیا۔ اور ایک کوڑی کا بوجھ بھی غریب لوگوں پر نہ ڈالا۔ کیونکہ اکثر احباب ہمارے روپیہ جمع کرنے میں معترض تھے اور چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ بذریعہ اخبار اعلان کرتے ہیں کہ جو روپیہ ہماری معرفت مسٹر کٹنگ کے پاس جمع ہُوا تھا وہ سب کا سب ہمیں واپس مل گیا ہے اور ہم نے اصل یابندگان کو واپس کر دیا ہے۔ نیز ہم لوگ مسٹر کٹنگ صاحب اور مسز کے از حد مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے واسطے روپیہ جمع کرنے اور روپیہ کی حفاظت کرنے میں از حد تکلیف اُٹھائی۔ سو ہم لوگ خدا سے دعا گو ہیں کہ خدا اُن کو ایسے ہی اپنے جلال کے واسطے مضبوط اور حیات رکھے۔

تابعداران۔ پادری خوشحال چک نمبر ۹۰ جنوبی سرگودھا

پادری کرم داد چک نمبر ۹ شمالی سرگودھا

مسٹر دین بسیواہل چک نمبر ۲۶ ۔ گوبند پور گجرات پنجاب۔

خوشخبری

لیجئے صاحبان مظلوم پادری بھولاناتھ صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ ہوم مخن فیلڈ کا مقدمہ جو کہ زیر اثر نولکھا سیشن لاہور تھا۔ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کی شام کو قریب ساڑھے ۶ بجے فیصلہ ہو گیا۔

سُنا ہے کہ سیشن جج نے پادری بھولاناتھ صاحب کی تبدیلی موگہ ضلع فیروزپور میں کر دی ہے۔ خبر نہیں کہ یہ تبدیلی کس بنا پر واقع ہوئی۔ اگر بے قصور ثابت ہوئے تو پھر تبدیلی کیوں۔ کیوں اُن کی جگہ ہی جہاں کہ ۲۷ سال اُنہوں نے خدمت کی نہیں دی گئی۔ اور اگر قصوروار ٹھہرے تو پھر تبدیلی کا کیا مطلب خیر ہم اس پر زیادہ کہنا نہیں چاہتے۔ چونکہ ہمارے ایک مہربان دوست نے منع کیا ہُوا ہے۔ اس لئے امید واثق رکھتے ہوئے عرض کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس تبدیلی پر بھی وہ حضور بالمقدس پادری بھولاناتھ کا کسی طرح کا نقصان نہ ہونے دینگے۔

تابعدار۔ ٹی۔ ایل۔ ڈیوڈ

گدڑی میں لعل

ناظرین اس خبر کو پڑھ کر نہایت خوش ہونگے۔ اور خاص کر پٹھانکوٹ کے عیسائیوں کی نہایت ہی خوش قسمتی ہے کہ خداوند نے اُنکو پادری جے۔ ایچ کالون صاحب جیسا روحانی آدمی عطا فرمایا ہے مجھ کو یہ پہلا موقع ملا ہے کہ میں نے ایک ایسا روحانی امریکن پادری دیکھا۔ مجھ کو بوجہ ضروری امر پٹھانکوٹ جانا پڑا ۱۰ مئی ۱۹۲۵ء کو گرجا ختم ہونے کے بعد پادری صاحب موصوف ہر ایک سے ملتے اور نہایت خوش خلقی سے اُن کی خیر و عافیت پوچھتے تھے۔ ہم تین چار خاندان جو کہ وہاں پر دیسی تھے جب

ہماری طرف نظر پڑی تو ہنستے ہنستے ہم سب کو آکر گڈ مورننگ کیا اور حال احوال پوچھنے لگے۔ اُن کی طرز گفتگو ایسی میٹھی اور رسیلی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ ان سے باتیں ہی کرتے رہیں۔ آخر جب اِن کو معلوم ہُوا کہ ہم سب پردیسی ہیں تو آپ نے ہم سب کو رات کے کھانے کے لئے مدعو کیا۔ بڑی جانفشانی سے کھانا تیار کروایا گیا۔ کھانے پر کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کہ موجود نہ تھی۔ قریب دو گھنٹے اُن کی کوٹھی میں یہ سب خلفدان رہے۔ لیکن اُن کی باتیں ایسی دلکش تھیں کہ جی نہیں چاہتا تھا کہ اُن کے پاس سے اُٹھ کر آئیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا ہر ایک پادری کو ایسی روح عنایت فرمائے جس میں کہ کالے اور گورے کا امتیاز نہ رہے۔ کاش کہ وہ دن جلد آئے۔ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ پٹھانکوٹ میں خداوند کا کام بہت جلد ترقی کریگا

راقم۔ ڈی۔ ایل ڈیوڈ گارڈ این۔ ڈبلیو ریلوے۔ لاہور

نام کی تبدیلی

میرا اصل نام جو والدین نے رکھا ہُوا تھا وہ نذیر حسین ولد مولوی محمد عالم تھا ساکنہ ٹھکر لوہار۔ ضلع ڈاک خانہ گجرات۔ میں نے بپتسمہ کے وقت بجائے نذیر حسین کے ایس احمد حسن مقرر کر کے مشہور کر دیا۔ خبر دینی کسی وجہ سے بھول گیا تھا۔ حال گجرانوالہ اور اب میں ایس احمد حسن کے نام سے نامزد ہوں۔

ایس۔ احمد حسن۔ گجرانوالہ۔

ہم رفیق ننکانوی کو مبارکباد کہتے ہیں

خوشی کا مقام ہے کہ خدا نے ۲۴ مئی کی شام کے ۲ بجے کے قریب ہمارے دوست اور بھائی رفیق ننکانوی کو ایک لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے خدا کی طرف سے واقعی نہایت عظیم الشان انعام ہوتے ہیں۔ وہ والدین مبارک ہیں جن کے گھر بچوں سے بھرے ہیں۔ رفیق ننکانوی صاحب بھی مبارک ہیں ہم صدق دل سے آپ کو مبارکباد کہتے ہیں ساتھ ہی دعا کرتے ہیں کہ خدا بچے کو عمر کی درازی اور پیری و سلامتی بخشے۔ والدین کو توفیق بخشے کہ وہ اس آلہی انعام کی قدر و حفاظت کریں۔

پنجاب کی بعض اچھوت قومیں

یہ رسالہ ۱۹۲۵ء میں ہی انفرمیشن بیورو پنجاب کے ڈائرکٹر صاحب بہادر کی طرف سے برائے ریویو ہمارے پاس پہنچا۔ اس میں پنجاب کی بعض اچھوت اقوام کی تاریخی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ تمام کیفیت نہایت دلچسپ ہے۔ جو مسیحی اچھوت اقوام میں کام کرتے ہیں اُن کے لئے یہ رسالہ نہایت مفید مطلب ہے۔ اعلیٰ درجے کا کاغذ ہے۔ باتصویر ہے۔ لکھائی چھپائی اعلےٰ ہے ضخامت ۔ صفحہ کی ہے جسکی قیمت صرف ۸ر ہے جو لوگ اس کی خریداری کے خواہشمند ہوں وہ ڈائرکٹر صاحب انفرمیشن بیورو پنجاب لاہور سے طلب فرمائیں ✣

خبریں

اوساکا ۲۴ مئی۔ رقبہ جس میں زلزلہ ہُوا ۲۰ مربع میل سے زیادہ نہیں۔ ہلاک شدگان اور زخمیوں کی تعداد کا اندازہ ۱۵۰۰ لگایا جاتا ہے۔ اور ۷ کروڑ ین کا نقصان جائداد ہوا ہے۔

اوساکا ۲۵ مئی۔ سرکاری اطلاعات مظہر ہیں کہ ہیاگو ضلع میں ہلاک شدگان اور زخمیوں کی تعداد ۲۰۸ ہے۔ ریلوے کو ۵۰ لاکھ ین کا نقصان ہُوا ہے اور ساکا سے ایک ریلیف پارٹی جو ۱۵۰۰ اشخاص پر مشتمل ہے روانہ ہو گئی ہے۔ اس کی امداد کے لئے ۴ جہاز معہ رسد بھیجے گئے ہیں۔

(ابنہ ے ماتزم)

لندن ۲۴ مئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قاہرہ رقمطراز ہے کہ ریزیڈنسی کا سرکاری اعلان کہ ملک معظم کی گورنمنٹ کا زغلول پاشا سے گفت و شنید یا گفتگو کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ نامہ نگار لکھتا ہے کہ زغلول اپنے آپ کو عوام کی نظروں میں پھر سر دلعزیز بنانے کے لئے اس خیال کی حوصلہ کر رہا ہے کہ ابھی تک اُسے گفت و شنید کے لئے کوئی دعوت نہیں آئی۔ زغلول کے حامی اخبارات نے بیان تک شائع کر دیا ہے کہ زغلول کو مصر کی صورت حالات پر غیر سرکاری طور پر بحث کرنے کے لئے موسم گرما میں انگلینڈ بلایا گیا ہے۔ اس قسم کی خبروں کا عوام پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اور یہ بات ہر روز عیاں ہو رہی ہے کہ اس کی مخالفت کے لئے کچھ کرنا پڑیگا۔

(ر ر)

لندن ۲۴ مئی۔ رپورٹیں موصول ہوئی ہیں کہ اب ہسپانوی اور فرانسیس ریف کے خلاف متحدہ کارروائی کرینگے اور کہ ہسپانیہ اور ریفیوں میں جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ ٹوٹ گئی ہے۔

(ر ر)

پیرس ۲۳ مئی۔ ایک بلیٹن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراجہ گوالیار کی حالت سخت نازک ہے۔ ان پر پیرس میں عمل جراحی کئے جانے کی خبر پہلے شائع ہو چکی ہے۔ (ر)

لنڈن ۲۵ مئی۔ ملک معظم نے سر ولیم برڈورڈ (کمانڈر انچیف افواج ہند) کو فیلڈ مارشل بنا دیا ہے۔ (رر)

پیرس ۲۴ مئی رباط سے آمدہ خبریں مظہر ہیں کہ ریف اپنی افواج کو مجتمع کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن نقصانات کے باعث اُن کا جوش سرد پڑ گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عبدالکریم نے ان قبائل کے خلاف سخت دہشت زدگی شروع کر دی ہے۔ جو جنگ میں سُستی دکھاتی ہیں۔ فرانسیسی افواج نے ایرو اگھا چونکیوں کو چھڑانے کے بعد ۵ ہزار ریفیوں سے ایک سخت جنگ لڑی اور ریفیوں کو لپسپا ہونے پر مجبور کیا۔

پیرس ۲۵ مئی۔ مراکو میں فرانسیسی حملہ کا پہلا دور ختم ہو گیا ہے۔ اب فرانسیسی اور تازہ کارروائی کرینگے۔ مراکش مسائل کا ماہر رنیاڈ اس رائے کو ظاہر کرتا ہے کہ ریفیوں کو سبق سکھا کر اُن سے باعزت صلح کر لینی چاہیئے۔ جن سے ریفیوں کے لئے علاقہ ریف کے ذخائر اُن کے لئے کھول دیئے جائیں۔ عبدالکریم سُلطان بننے کے تمام دعوے ترک کر دے اور ریفیوں کو مکمل (اٹانومی) اندرونی خود مختاری دی جائے۔ (رر)

ضرورت

ضلع منٹگمری کے دیہاتی شفاخانہ کے لئے امریکن مشن میں دو تربیت یافتہ (ٹرینڈ) کمپونڈرس اور ایک اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے۔ امیدوار ڈاکٹر جے۔ اینگرنڈر منٹگمری سے خط و کتابت کریں۔ المشتہر

پادری بی۔ ایل ہیلٹن۔ امریکن مشن منٹگمری

یُونگ مسیحن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خاتونیں اُنکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اسکے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام کے چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جر کتا ماعہ سے ما لے کر کرنول عہ سے صعہ تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحبان سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

اے ایل۔ او۔ ای کے اُردو ٹریکٹ

شہر باغبان	ص ۳۵	۳ پائی
روحانی انعام	ص ۲۳	۳ پائی
انگورستان میں مزدوروں کا کام	ص ۲۷	۳ پائی
بونا۔ اگنا۔ بڑھنا اور پھلنا	ص ۲۶	۳ پائی
افشائے جوہر مخفی	ص ۱۵	۱ پائی
درخت بے ثمر یا عجیب بیمار	ص ۱۶	۱ پائی
صداقت دین عیسوی	ص ۲۴	۱ پائی
نجات	ص ۳۲	۱ پائی
عید فسح	ص ۱۶	۱ پائی
خون عیسیٰ	ص ۱۰	۱ پائی
سچا نجات دہندہ	ص ۲۰	۱ پائی
موت	ص ۱۶	۱ پائی
تعصب	ص ۱۲	۱ پائی
روح کا نجات دہندہ	ص ۱۶	۱ پائی
گناہ اور شفاعت	ص ۱۶	۱ پائی
خود بینی و خود نمائی کی بلا	ص ۱۲	۱ پائی
دو گھر کی تمثیل	ص ۹	۱ پائی
دنیا میں مسیحی مذہب کی ترقی اور موجودہ حالت	ص ۱۶	۱ پائی
طوفان کی حکایت	ص ۱۶	۱ پائی
خدا کی روح	ص ۲۰	۱ پائی
فوارے کی تمثیل	ص ۸	۱ پائی
کھلے کھانے کا دستور	ص ۱۶	۱ پائی
اشرف المخلوقات	ص ۱۶	۱ پائی
نجات دہندہ کی ضرورت	ص ۱۶	۱ پائی
سوالات غور طلب	ص ۲۰	۱ پائی

پتہ: سکریٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی (انارکلی۔ لاہور)

کیا اس کتاب کا یہ قصہ ہندو دھرم کی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتا؟ یہ حقیقت تنگ دلی اور علیحدگی کی رُوح ہے۔ البتہ ہم یہ تو انکار نہیں کرتے۔ کہ ہندوستان کی سالہا سال کی تاریخ میں بار بار بعض لوگوں نے اس تنگ خیالی پر اعتراض کئے اور اس سے سرکشی کی۔ لیکن یہ رُوح غالب رہی اور یہی رُوح مہا سبھا کے جلسے میں جو حال ہی میں منعقد ہُوا غالب تھی۔

اب ہم اس کے ساتھ مسیح اور اس کی تعلیم کا مقابلہ کریں۔ ایک ہی واقعہ اس کے لئے کافی ہوگا ایک روز مسیح کے گرد چند شخص جمع تھے۔ ان کی طرف اشارہ کر کے مسیح نے فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ یہ کون تھے۔ کیا یہ فقیہہ اور فریسی یعنی اُس مُلک کے پنڈت اور برہمن تھے؟ کیا وہ یہودی فرقے کے کاہن تھے؟ وہ تو چھوٹے بچے تھے جن کی نسبت مسیح نے کہا کہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی آسمان کی بادشاہت کو چھوٹے بچے کی طرح قبول نہ کرے وہ ہرگز اُس میں داخل نہ ہوگا (لوقا ۱۸: ۱۶ و ۱۷) یہاں نہ برہمن کا سوال ہے نہ شودر کا نہ اونچ کا نہ نیچ کا۔ نہ لیوی کا نہ سامری کا۔ نہ یہودی کا نہ غیر قوم کا۔ یہ محض انسانیت کا خیال ہے۔ بچہ کی طرح اگر ایمان۔ سادگی۔ اطاعت اور فروتنی ہوگی تو اُس کے لئے اور اُن سبھوں کے لئے خدا کی سلطنت کا دروازہ کُھلا ہوگا۔

علاوہ ازیں نہ محض بادشاہت کا دروازہ کُھلا تھا اور کہ جنم اور قومیت اور درجے کے لحاظ سے کوئی خارج نہ ہوگا۔ بلکہ یہ حکم تھا کہ یہ خوشخبری سب کو سنائی جائے۔ سب کو دعوت ہے۔ بلکہ سب کو تاکید ہے کہ وہ اس موقعہ کو کھو نہ دیں" جو کچھ میں تمہیں اندھیرے میں کہتا ہوں اُجالے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سنتے ہو کوٹھوں پر اُس کی منادی کرو" (متی ۱۰: ۲۷) اس میں یہ روح پائی جاتی ہے کہ گویا اُن کو آنے کے لئے مجبور کرو۔ نہ صرف یہی کہ اگر چاہیں تو آجائیں۔

الغرض ہندو مذہب اور مسیحی دین میں یہ بڑا فرق پایا جاتا ہے۔

جے۔ علی بخش

یسوع مسیح کی تعلیمات

مجھ سے سیکھو۔ متی ۱۱ باب ۲۹ آیت

عزیزو یہ آیت کس قدر مختصر ہے۔ صرف تین الفاظ ہیں لیکن مطلب سے پُر ہے۔ یسوع مسیح اُستاد اور معلم ہو کر ہم سب کو فرماتا ہے کہ مجھ سے سیکھو۔ جو کوئی کسی کو اپنا اُستاد بناتا ہے وہ اُس سے دریافت کرتا ہے کہ وہ ہم کو کیا سکھا دیگا۔ اگر ہم اپنے منجی اور معلم یسوع مسیح سے یہ دریافت کریں تو وہ چار نہایت ضروری باتیں اپنے شاگردوں کو سکھا دیگا اور جن کے بغیر پوری شاگردی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اول بات یعنے تعلیم۔ جو وہ اپنے شاگردوں کو دیتا ہے یہ ہے کہ اس کے وسیلے سے **خدا کو پہچانو**۔ کتاب مقدس وہ کلام الٰہی ہے جو اُس نے اپنے شاگردوں کی تعلیم کے لئے لکھوائی۔ دیکھئے رومی ۱۵: ۴۔ اور دوسرا تمطاؤس ۳: ۱۶ کتاب مقدس میں تمام بنی آدم کے لئے خدا کی معرفت کی پہچان ہے جو ہر ایک کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ انسان اپنی عقل سے خُدا کی معرفت تک نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً ایک بڑا مکان ہے جس میں طرح طرح کی چیزیں رکھی ہیں اور اس میں تاریکی ہو لہٰذا کوئی شے بغیر روشنی کے دکھائی نہ دیگی۔ اسی طرح سے یہ دُنیا گناہ کے باعث اندھیری ہو اس لئے خدا کو نہیں پہچان سکتے۔ لیکن یسوع مسیح اس گنہگار دنیا میں آتا ہے اور خدا کی معرفت کی روشنی چمکاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے یوحنا کی انجیل ۱: ۹۔ یسوع نے خود دعویٰ کیا کہ دُنیا کا نور میں ہوں۔ یوحنا کی انجیل ۸: ۱۲ میں یسوع مسیح تعلیم دیتا ہے کہ خدا رُوح ہے اور اسی انجیل کے ۴: ۲۴ میں یہ مندرج ہو کہ خدا محبت ہے۔ یوحنا کا پہلا خط ۳: ۱۶ کہ خدا قدوس ہے اور لوقا کی انجیل ۴: ۳۴۔ خداوند مہربان اور رحیم ہے اور گناہ اور خطا کو بخشنے والا ہے۔ یہ یسوع مسیح کی پہلی تعلیم ہے جو کہ خدا کی معرفت بتاتی ہے۔

دوسری تعلیم **ہم خدا سے محبت رکھیں**

یسوع مسیح ہم سب کو خدا سے محبت رکھنا سکھلاتا ہو خدا کی قدرت دیکھنے سے محبت پیدا نہیں ہوتی اور نہ مخلوقات کی چیزیں دیکھنے سے اور دولت حاصل کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ یسوع مسیح ہم کو بتلاتا ہے۔ کہ خداوند ہم کو پیار کرتا ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ لوگ ہم کو پیار کریں تو لازم ہے کہ ہم بھی اُن کو پیار کریں۔ خدا ہم سب کو پیار کرتا ہے۔ یوحنا ۳: ۱۶

یسوع اس لئے دنیا میں آیا کہ خُدا کی محبت ہم پر ظاہر کرے۔ انسانی شکل میں مجسم ہُوا۔ تنگی کی زندگی بسر کی گتسمنی میں دُکھ اٹھایا۔ شریروں کے ہاتھ سے رسوائی اور بے عزتی سہی۔ ملعونوں میں شمار کیا گیا۔ زخمی ہو کر اپنی جان دی۔ قبر میں دفن ہُوا اور تیسرے دن جی اُٹھا۔ ان سب واقعات سے اُس نے خدا کی محبت ظاہر کی۔ تاکہ ہم سب اس سے پوری اور ابدی محبت رکھیں۔

تیسری تعلیم یہ ہے کہ **ہم اُس کی (خدا کی) خدمت کریں**۔ لوگ اکثر خدا کی خدمت کرنے میں غلطی کرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جیتی

اور چالاکی کو خدا کی خدمت سمجھتے ہیں اور چند عبادت میں جا کر صرف اپنا فرض سمجھ کر اُسکو خدا کی خدمت سمجھتے ہیں۔ لیکن ان باتوں سے خُدا کی خدمت ادا نہیں ہو سکتی۔ خدا کی خدمت کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول اُس کی مرضی کی واقفیت۔ دوئم۔ اُس کے بجا لانے کی طاقت۔ اس کے لئے دُعا کی جاوے کہ اے خُدا تو ہم کو توفیق دے کہ ہم ان باتوں کو پہچانیں۔ جنکا نام ہم پر ظاہر ہے۔ اور وہ اپنا فضل ہم سب کو عطا کرے کہ ہم اُس کی خدمت کریں۔ خُدا ہم کو انجیل کے ذریعے سے بتاتا ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اُس کو نجات دہندہ سمجھیں اور پورا اعتقاد اس پر رکھیں۔ یہی مسیحی ہونے کی اصل حقیقت ہے۔ کوئی خدا کی خدمت نہیں کر سکتا جب تک دل کی تبدیلی نہ ہو۔ ہم اس کے بغیر کوئی اچھا کام نہیں کر سکتے۔ بُرے دلوں کی تبدیلی کی قوت یسوع مسیح سے آتی ہے۔ اعمال ۹: ۱۷۔ خدا کے فضل سے ان سب دلوں میں جنکی تبدیلی ہوئی ہے وے اپنی زندگی خدا کی خدمت میں مخصوص کر دینگے۔ وے خدا کے گھر کی خدمت کرینگے۔ اتواریخ ۲۳: ۲۴۔ ہم کمر باندھ کر ایک دوسرے کی خدمت کریں لوقا ۱۷: ۸۔ ہم بیماروں کی خدمت کریں گلاتی ۵: ۱۳۔ ہمیں چاہئے کہ خدا کی خدمت کرنے کے لئے یسوع مسیح کی تعلیم حاصل کریں

چوتھی تعلیم یہ ہے کہ ہم سب خدا سے خوشی حاصل کریں۔ بہت لوگ ہیں جو خوشی حاصل کرنے کے لئے خُدا کے پاس نہیں آتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خُدا کی پہچان اور اُسکی خوشی سے ناواقف ہیں اور یقین نہیں کرتے کہ خدا میں کتنی بڑی خوشی ہے۔ مثلاً ایک آدمی جنگل میں پہنچکر بہت سے راستے دیکھتا ہے پر نہیں جانتا کہ کس راستے پر چلے۔ اسی طرح اس دُنیا میں بہت سے راستے ہیں لیکن لوگ نہیں جانتے ہیں کہ کونسا راستہ خدا کے پاس جاتا ہے۔ یسوع مسیح ہم کو انجیل میں سیدھا راستہ بتاتا ہے۔ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ یوحنا کی انجیل ۱۴: ۶۔ ہم بغیر بتلائے کوئی راستہ نہیں جان سکتے۔ اسی طرح سے ہمارا حال ہم خوشی کے خواہاں تو ہیں پر نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے۔ خدا رحمت اور خوشی کا چشمہ ہے۔ وہ ہم سے دور نہیں ہے۔ صرف ہم یسوع مسیح سے التجا کریں وہ ہم کو ملیگی۔ ہم کو یسوع سے زندگی حاصل ہوتی ہے ہم مسیح کو حاصل کریں فلپی ۳: ۸۔ ہم یسوع سے نجات حاصل کریں اتھسلونیکوں ۵: ۹ اس سے ہمیشہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ عبرانی ۹: ۱۲۔ اُس کے وعدوں کے حاصل ہونے سے خوشی حاصل ہوتی ہے عبرانی ۱۱: ۳۳۔ ہم یسوع مسیح کے وسیلے کامل پہچان حاصل کریں۔ ا پطرس ۱: ۹ ہم سب اس کے فضل کو حاصل کریں۔

خدا ہم سب کی مدد کرے کہ ہم سب خدا کی پہچان اور محبت اور اس کی خدمت اور ہمیشہ کی خوشی روز روز حاصل کرتے جائیں

جی۔ ایس۔ شمیم

۲/۲ گرموفون ریکارڈس

مسیحی بھجنوں اور غزلوں کے گرموفون ریکارڈس جو این۔ آئی۔ ٹی اور ٹریکٹ سوسائٹی ۱۸ کلائیو روڈ الہ آباد سے ملسکتے ہیں۔

۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکے ہیں

پی ۵۲-۵۴۳ (۱) بجا لینا پربھو یسوع ہمارے پران

(۲) درشن ست آئے ہے جگ ترانا

پی ۵۴۵۳ (۱) ہم سے بدلی نہ جائے مسیح تمہاری مہاں

(۲) راجا یسوع آیا راجا یسوع آیا

پی ۵۴۵۴ (۱) تیری قدرت کے ہیں یہ فسانے

(۲) تم تو مسیحا میری آنکھوں کے تارے

پی ۵۶۵۵ (۱) شرا سدوں بچو دنیا کے تو نے مئے محبت پلا پلا کر

(۲) یشوع نام تہارو پربھو یسوع نام تہارو

۱۹۲۵ء میں شائع ہوئے ہیں

پی ۶۵۳۸ (۱) ہمیں درد و غم سے چھڑا جانیوالے

(۲) ہم نے مسیح کو روح و جاں دل سے دیا جو ہو سو ہو

پی ۶۵۳۹ (۱) کون کرے موہے پار تم بن

(۲) جیون مکت پربھو نر ناری

پی ۶۵۴۰ (۱) مترمیں جہا سمترا شپتی پربھو عیسیٰ

(۲) یشوع تو نے کیا نہال

پی ۶۵۴۱ (۱) یشوع مسیح مورے انکے بچیا

(۲) ہمارا من لاگا یسوع جی کی چرن میں

پی ۶۵۴۲ (۱) سب خداوند بادشاہ ہے

(۲) مضبوط میرا دل ہے شوکت سے نال گاوانا

ہر ایک ریکارڈ کی قیمت ۳ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ کم از کم چار ریکارڈس کے خریداروں کو ڈلوری کے اخراجات معاف ہونگے۔ نارتھ انڈیا ٹریکٹ اور بک سوسائٹی ۱۸ کلائیو روڈ الہ آباد سے طلب فرمائیں۔

مندرجہ ذیل مشینیں برائے فروخت ہمارے پاس موجود ہیں۔

سفری نمونہ کی مشین نمبر ۱۰۔ اوک لکڑی کے ڈبہ میں جس کے پرزے مضبوط دہات کے پردوں سے محفوظ کئے گئے ہیں یہ ڈبہ ½۱۴ انچ × ½۱۱ انچ × ¾۵ انچ مضبوط چمڑے کے ہینڈل کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ وزن ½۱۸ پونڈ ہے قیمت صرف ۱۳۵ روپیہ ہے۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نجند صاحب پروپرائٹر چھپا +